خطبہ جمعہ

اَلْوَھَّاب وہ ذات ہے جو ہر ایک کو اس کے حق کے عین مطابق عطا کرتی ہے۔ وہ ہستی جو وسیع پیمانے پر نوازے اور ہمیشہ ایسی عطا کو جاری رکھے جس میں کسی قسم کا تکلّف، کوئی طمع یا غرض، کوئی معاوضہ کی خواہش شامل نہ ہو۔

(قرآنی آیات ، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی صفت الوَھّاب کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۷ر مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۷ر ہجرت ۱۳۸۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج اللہ تعالیٰ کی صفت وھّاب کا مضمون بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ وھّاب کے معانی بیان کرتے ہوئے علامہ راغبؒ اپنی کتاب المفردات میں تحریر فرماتے ہیں:- تیرا کسی کو اپنی مملوکہ چیز بغیر کسی معاوضہ کے دینا ھِبہ کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَوَھَبْنَا لَهٗ اِسْحٰق﴾ اور ﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِی وَھَبَ لِیَ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیلَ و اِسْحَاقَ﴾۔ اور الواھب اور الوھاب خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ اور اس کا معنی ہے ایسی ذات جو ہر ایک کو اس کے حق کے عین مطابق عطا کرتی ہے۔

تاج العروس میں لکھا ہے کہ:۔ خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک الوھّاب بھی ہے اور اس سے مراد ایسی ذات ہے جو بندوں پر نعمتیں نچھاور کرتی ہے۔ تاج العروس میں درج ان معنوں پر یہ آیت کریمہ خوب روشنی ڈال رہی ہے:﴿ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً . وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ﴾۔(سورة لقمان:۲۱)

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور اس نے اپنی نعمتیں تم پر ظاہری طور پر بھی پوری کیں اور باطنی طور پر بھی۔ اور انسانوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارہ میں بغیر کسی علم یا ہدایت یا روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں۔

علامہ ابن اثیر، اَلنِّھَایَة میں لکھتے ہیں کہ الوھّاب اگر خدا تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد وہ ہستی ہے جو وسیع پیمانے پر خرچ کرے اور نوازے۔ اور ہمیشہ ایسی عطا کو جاری رکھے کہ جس میں کسی قسم کا تکلّف، کوئی طمع یا غرض یا کوئی معاوضہ کی خواہش شامل نہ ہو۔

لسان العرب میں لکھا ہے کہ اَلْھِبَةُ ایسے تحفہ یا ایسی عطا کو کہتے ہیں جو معاوضہ اور غرض سے خالی ہو اور جب ایسی عطاء بکثرت ہو تو اس کے کرنے والے کو وَھّاب کہیں گے۔ اور الوھّاب خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور اس سے مراد ایسی ذات ہے جو اپنے بندوں کو نعمتوں سے سرفراز کرتی ہے۔

سورة آل عمران کی آیت ۹:﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً .اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾۔ اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو کہتے:﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِی وَ اَسأَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِی عِلْمًا وَ لَا تُزِغْ قَلْبِی بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَ هَبْ لِی مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الوَهَّاب﴾۔ یعنی اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ! تُو پاک ہے، مَیں تجھ سے اپنی خطاؤں کی مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے ہدایت دینے کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا اور مجھے اپنی جناب سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تُو ہی وھّاب یعنی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔(سنن ابو داؤد۔ کتاب الأدب)

حضرت شَھْربن حَوْشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اُمّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِكَ یعنی اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا دل بھی پھر سکتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، بنی آدم میں سے ہر ایک کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے چنانچہ اگر اللہ چاہے تو اسے سیدھا رکھے اور اگر چاہے تو اسے ٹیڑھا کر دے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ، اپنے ربّ سے یہی دعا مانتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرے اور اُس بات کے سوالی ہیں کہ وہ ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرمائے کیونکہ وہی وھّاب ہے۔

حضرت سلمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے کوئی دعا نہیں سکھائیں گے جو مَیں اپنے لئے مانگا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں، تم یہ کہا کرو: اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ اِغْفِرْلِی ذَنْبِیْ وَ أَذْهِبْ غَیْظَ قَلْبِی وَ أَجِرْنِی مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنَا۔ یعنی اے اللہ! اے اپنے نبی محمدؐ کے ربّ! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کے غیض و غضب کو دُور فرمادے۔ اور گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ میں رکھیو جب تک بھی تُو ہمیں زندہ رکھے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَهَبَ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ عِنْدَ الْاِسْتَغْفَارِ. فَمَنْ اِسْتَغْفَرَ بِنِیَّةٍ صَادِقَةٍ غُفِرَلَهٗ ، وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ ،رُجِحَ مِیْزَانُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔(کنزالعمال مکتبه التراث الاسلامی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل تمہارے گناہوں کا بدلہ نہیں لے گا۔ پس جو صدق نیت سے استغفار کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا اور جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ کہا اس کے ترازو کا پلڑا جھک جائے گا۔ اور جس نے مجھ پر درود بھیجا قیامت کے روز مَیں اس کا شفیع ہوں گا۔(کنزالعمال مکتبه التراث الاسلامی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهَبَ لِاُمَّتِیْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَلَمْ یُعْطِهَا مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ"۔ (کنزالعمال جلد ۸ مکتبه التراث الاسلامی)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لَیْلَةُ الْقَدْر عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے لوگوں کو لَیْلَةُ الْقَدْر عطا نہیں کی تھی۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے:"عَنْ عَلِیٍّ قَالَ وَهَبَ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غُلَامَیْنِ اَخَوَیْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ "مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ؟" قُلْتُ بِعْتُ اَحَدَهُمَا، قَالَ "رُدَّهٗ". قَالَ :لَعَنَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَرَّق بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا. وَبَيْنَ الْاَخِ وَبَيْنَ اَخِيْهِ"۔

(ابن ماجه كتاب التجارات، باب النَّهْي عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبِيِ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو ایسے غلام عطا کئے جو آپس میں سگے بھائی تھے۔ مَیں نے ان میں سے ایک کو بیچ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ دو غلام کیسے ہیں؟ مَیں نے عرض کی حضور مَیں نے تو ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے واپس لے لو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ والدہ اور بیٹے یا دو بھائیوں کو جدا کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

علامہ فخر الدین رازی سورۃ آل عمران کی آیت ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً. اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾(آل عمران: ۹) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ گویا کہ بندہ عرض کرتا ہے اے میرے معبود! یہ وہ چیزیں ہیں جو مَیں نے اپنی دعا میں تجھ سے طلب کی ہیں۔ میری نسبت سے تو یہ بہت بڑی ہیں لیکن تیرے کرم کی نسبت اور تیری جود و سخا اور رحمت کی نسبت سے یہ بہت حقیر ہیں۔ تو ایسی وَھَّاب ذات ہے جس کی عطا سے مَیں نے اشیاء کے حقائق اور ان کا تعارف، ان کی ماہیت اور ان کے وجود کو پہچانا ہے اور اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ سب تیری سخا، تیرے احسان اور تیرے کرم کی وجہ سے ہے۔

اے نیکیوں کو ہمیشہ قائم رکھنے والے اور قدیم سے احسان کرنے والے! مجھے اُمید ہے کہ تو اس مسکین کی خواہش کو نامراد نہیں رکھے گا اور نہ ہی اس مسکین کی دعا کو ردّ کرے گا۔ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن اور اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْن خدا! اس مسکین کو اپنے فضل کے ساتھ اپنی رحمت کا مورد بنا دے۔

(تفسیر کبیر رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾ یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں کجی سے بچالے۔ یعنی قرآن کے معنے اپنی خواہشوں کے مطابق نہ کریں۔ ﴿وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً﴾ اپنی خاص رحمت سے ممتاز کر۔ وہ رحمت کیا ہے۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ (الرحمٰن: ۲-۳)"۔ (ضميمه اخبار بدر. قاديان ۲۷/مئی ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے"۔ (تذکرة الشهادتين، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحه ۱۲۷)

پھر ہے: ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ. يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾(سورة الشورىٰ: ۵۰)۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ. قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً. اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾(سورة آل عمران: ۳۹)۔ اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذرّیت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک اور دعا: ﴿وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا﴾(سورة مريم: ۶)۔ اور میں یقیناً اپنے بعد اپنے شرکاء سے ڈرتا ہوں جبکہ میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ پس مجھے خود اپنی جناب سے ایک وارث عطا کر۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ. اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا. وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾(سورة الانبياء: ۹۱)۔ پس ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے یحییٰ عطا کیا اور ہم نے اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کر دیا۔ یقیناً وہ نیکیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ہمیں چاہت اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے جھکنے والے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"مفسّرین نے جھک مارا ہے جو کہا ہے کہ زکریا نااُمید تھے۔ نااُمید خدا کی جناب سے کافر ہوتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ انبیاء دعا نہیں کرتے جب تک خاص تحریک اور اجازتِ الٰہی نہ ہو۔ حضرت نوحؑ کی نسبت پڑھو ﴿اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (هود: ۴۷)۔ پس اس وقت زکریا کو ایک تحریک ہوئی تو کہا: اے خدا! ایسی نیک اولاد مجھے بھی دے۔ یہ معنے ہیں ﴿هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾ کے"۔ (ضميمه اخبار بدر قاديان ۱۷/جون ۱۹۰۹ء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ. اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾(سورة ابراهيم: ۴۰)۔ سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کئے۔ یقیناً میرا ربّ دعا کو بہت سننے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور دعا: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (سورة الصّٰفّٰت: ۱۰۱)۔ اے میرے رب! مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔

اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ الْأَسْلَمِي اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کوئی دعا کرتے نہیں سنا جس کی ابتدا آپؐ ان کلمات سے نہ کرتے ہوں: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى الْعَلِيِّ الْوَهَّابِ"۔ پاک ہے میرا ربّ جو سب سے بلند ہے، وہ بہت بلند ہے اور بہت عطا کرنے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند المذنبين)

اب اس میں یہ جو روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس کے سوا دعا کی ابتدا کرتے ہوئے نہیں سنا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت سی دعائیں ایسی تھیں جن کا آغاز اس سے نہیں ہوا کرتا تھا۔ پس آپ نے نہیں سنا ہوگا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اس کے سوا کبھی اور کوئی دعا کی ہی نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ. كُلًّا هَدَيْنَا. وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ. وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔ (سورة الانعام: ۸۵)

اور اس کو ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔ سب کو ہم نے ہدایت دی۔ اور نوح کو ہم نے اس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اُس کی ذرّیت میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو بھی۔ اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا عطا کیا کرتے ہیں۔

سورۃ العنکبوت میں ہے: ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

وَالْکِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا. وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴾۔(سورۃ العنکبوت:۲۸)

اور ہم نے اُسے (یعنی ابراہیم کو) اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور اس کی ذرّیت میں بھی نبوت اور کتاب (کے انعام) رکھ دیئے۔ اور اُسے ہم نے اُس کا اجر دنیا میں بھی دیا اور آخرت میں تو وہ یقیناً صالحین میں شمار ہوگا۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مزید ذکر:﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ. وَ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ. وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا. وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا﴾(سورۃ مریم:۵۰۔۵۱)۔ پس جب اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اُن کو بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا اور اُنہیں ایک بلند مرتبہ زبانِ صدق عطا کی۔

امام فخر الدین رازیؒ سورۃ مریم کی آیات ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ. وَ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ. وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا. وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا﴾(سورۃ مریم:۵۰۔۵۱)۔ کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کے علاوہ بھی جو عطا کرنا تھا عطا فرمایا اور اس عطا میں مال، جاہ و جلال، پیروکار، پاک نسل اور ذرّیت طیّبہ داخل ہیں۔(تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

”چونکہ آپ نے خدا کے لئے ایسا کیا اس لئے اللہ نے اس کے عوض میں ﴿وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ﴾ یعنی حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ ایسے برگزیدہ دئے اور سخت بیانی کے مقابل پر ﴿جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا﴾ فرمایا۔ یعنی ان کا ذکر جمیل دنیا میں کر دیا۔“(بدر۔ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً. وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ﴾(سورۃ الانبیاء :۷۳)۔ اور اسے ہم نے اسحاق عطا کیا اور پوتے کے طور پر یعقوب۔ اور سب کو ہم نے پاکباز بنایا تھا۔

علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ انبیاء کی آیت ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً. وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ﴾(سورۃ الانبیاء :۷۳)۔ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً﴾ کے بارہ میں یاد رکھیں کہ ﴿ نَافِلَةً﴾ سے مراد خاص عطیہ ہے کہ نفل بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بہت زیادہ عطا کرنے والے شخص کو ”نوفل“ کہتے ہیں۔ اس حصہ آیت کے بارہ میں مفسرین کے دو قول ہیں۔(۱) مجاہد اور عطا کا قول ہے کہ ﴿نَافِلَةً﴾ یہاں ﴿وَهَبْنَا لَهٗ﴾ کا ایسا مصدر ہے جس میں اس کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَهَبْنَا لَهٗ﴾ میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی مَیں نے اسحاق اور یعقوب دونوں ابراہیم کو عطیہ کے طور پر محض فضل سے عطا کئے۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس عطاء کے مستحق ہوتے۔(۲) ابی بن کعب، ابن عباس، قتادہ، فرّاء اور زجاج کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے بیٹا طلب کیا تو بایں الفاظ دعا کی ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور آپ کو اسحٰق عطا کر دیا اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے بغیر ہی ان کو یعقوب بھی عطا کیا اور یوں یعقوبؑ ﴿نَافِلَةً﴾ ٹھہرے یعنی ایسی فعل کی طرح جو انسان طوعاً کرتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ﴾ کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاق علیہ السلام ان کی قبولیت دعا کے نشان کے طور پر عطا کئے تھے۔(تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:- ”جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے۔ اپنے بُت پرست باپ اور اپنی بُت پرست قوم اور اُن کے بتوں سے الگ ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بیٹا اسحٰقؑ اور نبی پوتا یعقوبؑ جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے جن کے بیان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ ابراہیمی خاندان کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ ان کی مدح اور ثناء کرتے ہیں۔“(تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۹۰)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور دعا :﴿رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ. وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ. وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ﴾(سورۃ الشعراء :۸۴ تا ۸۶) اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-”برہمو ازم والے اپنے لئے ایک بات اختیار کرتے ہیں۔ تجربہ سے مفید ثابت نہیں ہوتی تو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

﴿لِسَانَ صِدْقٍ﴾ : بڑے بڑے علوم پھیلیں گے۔ ترقیاں ہوں گی۔ الٰہی میری زبان ایسی پختہ ہو کہ اس کے خلاف کبھی کچھ ثابت نہ ہو۔“(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۰/جولائی ۱۹۱۱ء)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا﴾(سورۃ مریم :۵۴) اور ہم نے اسے اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون بطور نبی عطا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:”اخوّت خاص برکات کا موجب ہوتی ہے۔ جن کے بھائی نہیں ہوتے خواب میں اُن کے بازو کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوّت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوّت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے۔ ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو اَخِی کر کے لکھتے ہیں۔“(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۹/مئی ۱۹۱۰ء) ۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَخِیْ فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔﴿فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴾۔(سورۃ الشعراء ۲۲) ۔ پس میں تم سے فرار ہو گیا جب میں تم سے ڈرا۔ تب میرے ربّ نے مجھے حکمت عطا کی اور مجھے پیغمبروں میں سے بنا دیا۔

حضرت داوٗدؑ کو حضرت سلیمانؑ عطا ہونے کا ذکر ہے:﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ. نِعْمَ الْعَبْدُ. اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾(سورۃ صٓ:۳۱)۔ ہم نے داوٗد کو سلیمان عطا کیا۔ کیا ہی اچھا بندہ تھا۔ یقیناً وہ بار بار عاجزی سے جھکنے والا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا:﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ. اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾(سورۃ صٓ : ۳۶)۔ (اور) کہا اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اُس پر اور کوئی نہ جچے۔ یقیناً تو ہی بے انتہا عطا کرنے والا ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ صٓ کی آیت ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکًا لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ . اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾(صٓ:۳۶) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ ضروری ہے کہ دینی مہمات کو دنیوی مہمات پر مقدم رکھا جائے۔ سلیمان علیہ السلام نے اوّلاً اللہ سے مغفرت طلب کی اور پھر اس کے بعد مملکت طلب کی۔

اور یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کی توفیق ہی دنیا میں بھلائی کے دروازے کھولنے کا سبب بنتی ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی، پھر اس کے ساتھ مملکت طلب کرنے کو ملایا ہے اور نوح علیہ السلام نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف یہ بیان منسوب فرماتا ہے:﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ

كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْن ﴾اور خدائے غفار سے پہلے مغفرت طلب کرو۔ (پھر) وہ تم پر موسلادھار بارش بھی برسائے گا اور پھر تمہیں اموال اور اولاد بھی عطا کرے گا۔ (تفسیر کبیر رازیؒ)

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُوْلِى الْاَلْبَابِ﴾(سورة صٓ:۴۴)۔ اور پھر ہم نے اسے اس کے اہلِ خانہ اور ان کے علاوہ ان جیسے اور بھی عطا کر دیئے اپنی رحمت کے طور پر اور اہلِ عقل کے لئے ایک سبق آموز ذکر کے طور پر۔

سورۃ الفرقان آیت ۷۵:﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ ”وہی جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے ساتھیوں (بیبیاں ہوں یا اَور دوست) اور ہماری اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں کا نور ہوں جو دل کے سرور کا نشان ہے۔ اور دُعا مانگتے ہیں کہ ہم سچے فرماں برداروں کے واسطے آئندہ کے لئے نمونے ہوں۔“ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۶۳:۲۶۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ”نکاح سے ایک اَور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے:﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم اُن کے پیش رو ہوں۔“

(آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ”لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اِس لئے کہ دنیا میں اُن کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا، جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ یعنی خدا تعالیٰ تُو ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمادے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا:﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے“۔

(الحکم۔ جلد ۵ نمبر ۳۵۔ صفحہ ۱۰ تا ۱۲۔ ۲۴/ستمبر ۱۹۰۱ء)

سورۃ صٓ میں ہے:﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ﴾(سورۃ صٓ:۱۰)۔ کیا ان کے پاس تیرے کامل غلبہ والے (اور) بہت عطا کرنے والے ربّ کی رحمت کے خزانے ہیں؟

علامہ فخر الدین رازیؒ سورۃ صٓ کی آیت﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ﴾ (صٓ:۱۰) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ﴾ میں یہ جواب مخفی ہے کہ منصب نبوت ایک عظیم منصب ہے اور بلند درجہ ہے اور یہ مقام عطا کرنے والے قادر وجود کے لئے ضروری ہے کہ وہ عزیز بھی ہو یعنی کامل قدرت رکھنے والا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وَهَّاب یعنی بہت عطا کرنے والا بھی ہو اور ایسا وجود صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور جب وہ ذات کامل القدرت اور کامل الجود ہے تو وہ یہ نعمت بلا روک ٹوک غنی کو بھی اور فقیر کو بھی عطا کر سکتا ہے۔ اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس (نبی) کے دشمن اسے پسند کریں یا ناپسند۔ (تفسیر کبیر رازیؒ)

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات۔ تخمیناً ۱۸۷۷ء۔ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:۔

”پرانا الہام کوئی تین سال کا جو پہلے بھی حضرت نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ اور آج پھر سنایا...... فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا وَوُهِبَ لَهُ الْجَنَّةُ“۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۲۴/جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)۔ پھر وہ دونوں پچھلے پاؤں واپس لوٹ گئے اور اس کو جنت عطا کی گئی۔ (تذکرہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آگے ہے الہام۔ ۶/۔۷/ نومبر ۱۹۰۷ء: ”سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا. رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً. اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى. اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ. اَخَذَهُمُ اللّٰهُ بَقِيَ وَحْدَهٗ . لَا شَرِيْكَ مَعَهٗ. قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ ترجمہ: مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا! پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تُو دیکھے گا کہ تیرا ربّ اُن مخالفوں سے کیا کرے گا جو تیرے معدوم کرنے کے لئے حملے کرتے ہیں۔ خدا اُن کو پکڑے گا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہے گا۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو گا۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا یعنی باطل بھاگ جائے گا۔“ (تذکرہ۔ صفحہ ۷۴۰، ۷۴۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)